ارشادِ نبوی ہے: "مَن عَمِلَ عَمَلًا لَيسَ عَلَيهِ أَمرُنَا فَهُوَ رَدٌّ" [مسلم ٤٤٩٣] "کوئی ایسا عمل کرے جو ہماری سنت کے مطابق نہ ہو، تو وہ مردود ہے۔"

**فائدہ 13:** ﴿وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ.....﴾ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنت میں داخلہ کے لیے صرف ایمان کافی نہیں، بلکہ ایمان کے ساتھ عمل صالح بھی ضروری ہے۔ اسی طرح صرف عمل صالح بھی بغیر ایمان کے اللہ پاک کے ہاں قابل قبول ہرگز نہیں۔ اسی لیے منافقین کو ان کے نیک اعمال سے کچھ بھی فائدہ نہیں ہوگا، کیونکہ ان کے دلوں میں ایمان نہیں ہوتا۔ [ابن العثیمین]

**فائدہ 14:** زیرِ تفسیر آیتوں میں یہود کے باطل نظریے کی تردید کے ساتھ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جنت اور جہنم میں جانے کے واضح اور عدل وانصاف پر مبنی اصولِ شریعت بیان فرمائے ہیں۔ اور انہی آیات کریمہ سے ثابت ہوتا ہے کہ جنت اور جہنم ہمیشہ باقی رہیں گے۔ [الطبری، احسن البیان]

**فائدہ 15:** ان آیتوں میں قرآنی اسلوبِ بلاغت اور اندازِ تعلیم وتربیت کی انتہائی خوبصورت ومؤثر مثالی نمونہ موجود ہے۔ اللہ پاک نے پہلے جہنمیوں کے برے اعمال کا تذکرہ فرمایا، تاکہ لوگ ان اعمال بد سے بچیں۔ اور ساتھ ہی اہل جنت کے اچھے اوصاف کا تذکرہ فرما کر لوگوں کو ان کی ترغیب دی۔ اسی لیے اللہ پاک نے اپنی اس کتابِ ہدایت کا نام مثانی رکھا ہے۔ ﴿اللَّهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ﴾ [الزمر ٢٣] مثاني وہ کتاب ہے جس میں دوہرے مضامین ہوں۔ قرآن کریم میں جہاں ترغیب کا اسلوب ہوتا ہے وہاں ترہیب کا اہتمام بھی پایا جاتا ہے۔ جہاں مؤمن کا ذکر ہو وہاں کافر اور فاسق کا بھی ذکر ہوتا ہے۔ اور جہاں نقصاندہ چیزوں کا تذکرہ ہو وہاں مفید اور نفع بخش باتیں بھی ضرور ساتھ ہوتی ہیں۔ [ابن العثیمین] تاکہ لوگوں میں رحمت کی امید اور اس کے حصول کی خاطر نیکیوں کی طرف رغبت ہو۔ اور ساتھ ہی عذاب کے خوف سے اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں سے نفرت پیدا ہو۔

اسی لیے علمائے دین فرماتے ہیں کہ اللہ کی رحمت کی امید اور اس کے عذاب کا خوف دونوں کا ایک بندے کے قلب وذہن میں موجود ہونا راہِ حق پر استقامت کے لیے بہت ضروری ہے۔

درس حدیث شریف

# اہل بیت نبوت اور آل محمد رضی اللہ عنہم

ابو محمد عبد الوہاب خان

عن حصين بن سبرةؒ وعمر بن مسلمؒ عن زيد بن أرقم رضی اللہ عنہ قال: قام رسولُ اللهِ ﷺ يومًا فينا خطيبًا بماءٍ يُدعىٰ خُمًّا بين مكةَ والمدينةِ فحمدَ اللهَ وأثنى عليهِ ووَعظَ وذَكَّرَ ثم قال: ''أما بعدُ ألا أيُّهَا النـاسُ! فإنّمَا أنا بَشرٌ يوشِكُ أن يَأتيَ رَسولُ رَبّي فأجيبَ، وأنا تارِكٌ فيكمُ ثَقلَينِ: أولُهُما كتابُ اللهِ فيهِ الهُدى والنورُ، فخُذُوا بِكتابِ اللهِ واسْتَمسِكُوا بِهِ.'' فحثَّ علىٰ كتابِ اللهِ ورَغَّبَ فيـهِ، ثم قـال: ''وأهـلُ بَيتِـي، أذَكِّـرُكُـمُ اللهَ فـي أهْلِ بيتِي، أذَكِّرُكُمُ اللهَ في أهْلِ بيتِي، أذَكِّـرُكُمُ اللهَ في أهْلِ بيتِي.'' فقالَ له حصينٌ: ومَن أهلُ بيتِهِ يا زيدُ؟ أليسَ نساؤهُ مِن أهلِ بيتِهِ؟ قـالَ: نِسـاؤهُ مِـن أهـلِ بيتِـهِ ولكنَّ أهلَ بيتِهِ مَن حُرِمَ الصَّدقةَ بعدَهُ. قال: ومَن هُم؟ قال: هم آلُ عليٍّ وآلُ عقيلٍ وآلُ جعفرٍ وآلُ عباسٍ رضی اللہ عنہم. قال: كُلُّ هؤلاءِ حُرِمَ الصدقةَ؟ قال: نعم''

[صحيح مسلم ٣٦(٢٤٠٨)، مصنف ابن أبي شيبة ٥١٤، أحمد ١٩٢٦٥، مسند عبد بن حميد ٢٦٥، سنن الدارمي ٣٣٥٩، مسند البزار٤٣٣٦، السنن الكبرى للنسائي ٨١١٩، السنن الكبرى للبيهقي ٢٨٥٧، صحيح ابن خزيمة ٢٣٥٧، المعجم الكبير للطبراني ٥٠٢٨]

**ترجمہ:** حصین بن سبرہؒ اور عمر بن مسلمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اللہ کے رسول ﷺ ایک دن مکہ و مدینہ کے درمیان خم نامی جگہ پر ہمارے درمیان خطبہ دینے کھڑے ہو گئے۔ اللہ رب العزت کی حمد وثنا اور وعظ و نصیحت کے بعد ارشاد فرمایا: ''اس تمہید کے بعد، اے لوگو! میں تو ایک انسان ہوں، عنقریب میرے رب تعالیٰ کا ایلچی (فرشتہ موت کا) پیغام لائے گا اور میں اسے قبول کرلوں گا، اور یقیناً میں تمہارے پاس دو بھاری چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں: پہلی چیز اللہ کی کتاب ہے جس میں ہدایت اور نور ہے، پس اللہ کی کتاب کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اس کو ہمیشہ پیش نظر رکھو۔'' اس طرح آپ ﷺ نے کتاب اللہ کی (تعلیم، تفہیم، تعمیل، تلاوت اور تذکیر کی) خوب اہمیت بیان فرمائی اور اس کی پرزور ترغیب دی۔ پھر ارشاد فرمایا: ''اور میرے اہل بیت، میں اپنے اہل بیت سے متعلق تمہیں اللہ تعالیٰ

کی یاد دلاتا ہوں، اپنے اہل بیت سے متعلق تمہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کی یاد دلاتا ہوں، اپنے اہل بیت سے متعلق تمہیں اللہ عزوجل کی یاد دلاتا ہوں۔"

حصینؒ نے زید رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ ﷺ کے اہل بیت کون کون ہیں؟ کیا آپ ﷺ کی ازواج مطہرات اہل بیت میں شامل نہیں؟ زید رضی اللہ عنہ نے کہا: ازواج مطہراتؓ اہل بیت میں شامل ہیں، لیکن آپ ﷺ کے تمام اہل بیت وہ سب لوگ ہیں، جن پر آپ ﷺ کے بعد صدقہ حرام ہے۔ کہا: وہ کون کون ہیں؟ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے کہا: وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت عقیل رضی اللہ عنہ، حضرت جعفر رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی آل ہیں۔ کہا: ان تمام پر صدقہ حرام ہے؟ جواب دیا: "ہاں"

**راوی الحدیث:** حضرت زید بن ارقم بن زید بن قیس خزرجی انصاری رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے زیر کفالت یتیم تھا۔ غزوہ احد میں کم عمری کی وجہ سے اجازت نہ ملی۔ غزوہ خندق سمیت سترہ غزوات میں اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ شامل ہوئے۔ رئیس المنافقین کو کہتے ہوئے سنا ﴿لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ﴾ [المنافقون ٨] اور بات پہنچادی تو اس نے انکار کیا۔ سورۃ المنافقون نازل ہوئی تو اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا: "إِنَّ اللهَ قَدْ صَدَّقَكَ يَا زَيْدُ" [متفق علیہ] جنگ صفین میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ شریک ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ سے بہت سی احادیث روایت کیں، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی علم حاصل کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ سے حضرت انس رضی اللہ عنہ، ابوالطفیل رضی اللہ عنہ اور نضر بن انس رضی اللہ عنہ کے علاوہ بہت سے تابعین کرامؒ نے احادیث نبویہ روایت کیں۔ ٦٦ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

إن شاءَ الله اس درس میں اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کی پہچان اور آلِ محمد ﷺ کی تعیین پر خاص توجہ مرکوز رکھی جائے گی۔ جس کے لیے سورۃ الأحزاب کی متعلقہ آیات اور احادیث نبویہ کو زیر غور رکھنا لازمی ہے۔

**تمہید:** فرمانِ باری تعالیٰ ہے: ﴿كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ وَنَبْلُوكُم بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ۝﴾ [الأنبياء ٢٥] دعوتِ توحید کے ابتدائی سالوں میں اللہ عزوجل نے قلت تعداد، معاشی اور سیاسی کمزوری کے ذریعے اہل ایمان کی آزمائش فرمائی۔ توفیق الٰہی میسر آئی، عقیدہ توحید کی پختگی نے عزم وہمت کے پہاڑ کھڑے کردیے تو زمانے کے نشیب وفراز کو دیکھ کر، حالات کا تقاضا جان کر تمام اہل اسلام اس امتحان وابتلا میں کامیاب وکامران ہوئے۔ ان صبر آزما حالات میں عزم وہمت کے پیکر اہل ایمان کے لیے اللہ رب العزت نے بس

قدر بے تحاشا فضل ومنقبت اور اجروثواب تیار فرما رکھا ہے، اس کا ایک جلوہ اس حدیث شریف میں ملاحظہ کیا جاسکتا ہے:

حضرت ابوسعید خدری ؓ کا بیان ہے: ''ایک دفعہ حضرت خالد بن الولید ؓ اور حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ کے درمیان جھگڑا ہوا'' [فضائل الصحابة لأحمد ابن حنبل ح:٥٣٥] تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''**لا تَسُبُّوا أصحابي، فلوْ أنَ أحدَكم أنفقَ مثلَ أحُدٍ ذهبًا ما بلغَ مُدَّ أحدِهِمْ ولا نصيفَه**''[البخاري ٣٦٧٣] ''**لا تسبوا أصحابي، لا تَسُبُّوا أصحابي، فوالذي نفسي بيدِهِ لوْ أنَ أحدَكم أنفقَ مثلَ أحُدٍ ذهبًا ما أدركَ مُدَّ أحدِهِمْ ولا نصيفَه**''[مسلم ٢١١ (٢٥٤٠)] ''میرے صحابہ کرام ؓ سے بدزبانی مت کرو، اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی کوہِ احد کے برابر سونا راہِ الٰہی میں خرچ کر کے بھی ان میں سے کسی کے ایک مد (آدھا کلو جو یا کھجور) کا درجہ پا سکتا ہے، نہ اس کے آدھے کا۔''

اسی عظیم فضیلت کا حامل، بلکہ عشرہ مبشرہ میں شامل حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ بیان کرتا ہے: ''**ابْتُلينا مع رسولِ اللهِ ﷺ بالضَّرَّاءِ فصبرنا، ثم ابتُلينا بالسَّرَّاءِ فلمْ نصبرْ**'' [الترمذي ٢٤٦٤ وقال حديث حسنٌ وحسنه الألباني] ''رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تکالیف ومصائب کے ساتھ ہماری آزمائش ہوئی تو ہم نے صبر کیا، اس کے بعد خوشحالی کے ساتھ ہماری آزمائش ہوئی تو ہم (کما حقہ) صبر نہ کرسکے۔''

نوعِ انسان کی فطری کمزوری کا یہ عالم ہے: ﴿**فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۝ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۝**﴾ [الفجر ١٥-١٦] ''انسان تو وہ مخلوق ہے کہ جب اس کا رب اس کا امتحان لیتے ہوئے اسے دنیاوی عزت اور نعمتوں کی فراوانی کرتا ہے، تو بیچارہ کہتا ہے: میرے رب نے مجھے بڑی عزت دی۔ اور جب اس کا امتحان لیتے ہوئے اس کی معیشت تنگ کر دیتا ہے تو کہتا ہے: میرے رب نے مجھے ذلیل کیا۔'' یعنی انسان نفسیاتی طور پر اس قدر کمزور اور کم ظرف ہے کہ عارضی دنیا کی نعمتوں کو رضائے الٰہی کی علامت اور یہاں کی معاشی تنگی کو غضب الٰہی کا تازیانہ باور کرتا ہے۔

فتوحاتِ اسلامیہ کی برکت سے معاشی مسائل کا دور ابتلا چلا گیا، اور مالِ غنیمت وجزیہ کے ذریعے عیش وعشرت کا دورِ امتحان پیش آیا، تو حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ نے بجا طور پر محسوس کیا کہ مال ودولت کی فراوانی میں ان سے اس قدر نفلی عبادات اور وِرد واذکار کی پابندی نہ ہوسکی، جس قدر غربت وپسماندگی کے دور میں ان کے شب وروز کا معمول تھا۔

**بیتِ نبوت میں زہد وقناعت:** رسول اللہ ﷺ نے صبر ورضا اور زہد وقناعت کی فضیلت کے پیش نظر اپنی قیام گاہوں میں دولتِ دنیا کے خوش ذائقہ ومزیدار امتحان پر تلخ وصبر آزما دورِ ابتلا کو ترجیح دی۔ امہات المؤمنینؓ نے اپنے گھروں اور اڑوس پڑوس کے معیارِ زندگی میں واضح فرق پر آپس میں مشورہ کر کے بتقاضائے بشریت سہولیاتِ زندگی میں اضافہ کا اجتماعی مطالبہ دربارِ رسالت میں پیش کر دیا۔ اس کے جواب میں اللہ کے رسول ﷺ نے روزمرہ زیرِ تلاوت قرآن مجید وحکمت نبویہ کے اعادے کے بجائے اس موقع کو فرمانِ الٰہی ﴿وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ﴾ [النساء ۳٤] کی عملی تفسیر کے لیے غنیمت سمجھ کر ایک مہینہ کے لیے "ایلاء" (بے تعلقی) کا اعلان فرما دیا۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: (اس سانحے کی خبر سن کر) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اجازت مانگتے ہوئے حاضر ہوئے تو انہیں اجازت نہیں ملی۔ پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آ کر اجازت مانگی، انہیں بھی اجازت نہیں دی گئی۔ کچھ دیر بعد ان دونوں کو اجازت عطا فرمائی، تو دربارِ نبوی میں حاضر خدمت ہو گئے۔ اللہ کے رسول ﷺ خاموشی سے تشریف فرما تھے، امہات المؤمنینؓ ارد گرد غمگین بیٹھی تھیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ کیا کہ باتوں کے ذریعے آپ ﷺ کو ہنسانے کی کوشش کریں گے۔ انہوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر زید کی بیٹی (عمر رضی اللہ عنہ کی اہلیہ) مجھ سے زیادہ خرچہ مانگتی، تو آپ کو دکھاتا کہ میں کیسے اس کی پٹائی کرتا ہوں۔ اس بات پر ہنسی سے رسول اکرم ﷺ کے داڑھ مبارک ظاہر ہوئے۔ اور فرمایا: "هنَّ حولي يسئلنني النفقة" "یہ سب مجھ سے خرچہ مانگنے میرے گرد جمع ہیں۔" اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ عائشہؓ کو مارنے کے لیے کھڑے ہو گئے، اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ حفصہؓ کو مارنے اٹھے۔ دونوں اپنی بیٹیوں کو ڈانٹ رہے تھے: "تم کیوں اللہ کے رسول ﷺ سے اتنے مطالبے کر رہی ہو، جو ان کے پاس نہیں ہے؟!" رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں کو (مارنے سے) منع فرمایا۔ اس کے بعد آپ ﷺ کی سب بیویوں نے اتفاق کے ساتھ اقرار کر لیا: "ہم آپ ﷺ سے آج کی مجلس کے بعد کبھی ایسا مطالبہ نہیں کریں گے، جو آپ کے دسترس میں نہ ہو۔" [صحيح مسلم ١٤٧٨]

اسی عرصے میں گھوڑے سے گر کر رسول اللہ ﷺ کے مبارک پاؤں میں موچ کی شکایت ہوئی۔ [صحيح البخاري ح: ٣٧٨، ٥٢٨٩] پھر آپ ﷺ اپنی ایلاء والی قسم کو بھی پورا کرنے کے لیے بالا خانے میں ایک مہینہ کے لیے قیام پذیر ہو گئے۔ (اس طرح ایک تیر سے دو شکار ہو گئے۔) اسی دوران اللہ تعالیٰ نے "آیتِ اختیار" نازل فرمائی۔ [صحيح مسلم ١٤٧٨]

**آیۃ الخیار:** حضرت عائشہؓ کا بیان ہے: جب انتیس دن پورے ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ میرے ہاں تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ ایک مہینہ کے لیے جدائی اختیار کر چکے ہیں اور آج انتیس دن پورے ہوئے ہیں، ہم (کتنے والہانہ شوق سے دن) گن رہی ہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الشهرُ تِسعٌ وعشرونَ" "مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔" پھر ارشاد فرمایا: "يا عائشة! إني ذاكرٌ لكِ أمرًا، فلا عليكِ أن لا تعجلي فيهِ حتّى تستأمِري أبويكِ" "عائشہ! میں تجھ سے ایک اہم بات کرنے لگا ہوں، تجھے اجازت ہے کہ اپنے والدین سے مشورہ کیے بغیر فوری جواب نہ دے۔" پھر مجھے یہ آیتیں سنا دیں:

﴿يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ○ وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ○﴾ [الأحزاب ۲۸-۲۹] "اے نبی کریم ﷺ! اپنی رفیقاتِ حیات سے کہہ دیجیے: اگر تم دنیاوی زندگی اور اس کی زیب و زینت چاہتی ہو تو آئیں میں تمہیں یہ سہولیات فراہم کر کے اچھی طرح فارغ کر دوں گا۔ اور اگر تم اللہ رب العزت، اس کے رسول مکرم ﷺ اور آخرت کا نعمت خانہ چاہتی ہو تو یقیناً اللہ تعالیٰ نے تم میں سے نیکوکاروں کے لیے بہت بڑا اجر تیار فرما رکھا ہے۔" عائشہؓ کہتی ہیں: اللہ کی قسم آپ ﷺ کو یقین تھا کہ میرے والدین ہرگز مجھے آپ ﷺ سے جدائی اختیار کرنے کا مشورہ نہیں دیں گے۔ میں نے فوراً عرض کیا: "کیا میں آپ ﷺ کے بارے میں اپنے والدین سے مشورہ کروں؟! یقیناً میں اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور دارِ آخرت کو ہی اختیار کر لیتی ہوں۔" [مسلم ۳۵ (۱٤۷۵)] پھر تمام امہات المؤمنینؓ نے وہی جواب دیا، جو حضرت عائشہؓ نے دیا تھا۔ [البخاري ٤١١٧، مسلم ح: ١٧٦٩] اس پر رسول اللہ ﷺ بہت خوش ہو گئے۔ [تفسير الطبري ٢١/١٠٠]

**خصوصی احکام وفضائل:** اس مسئلے کے بخیر وخوبی حل ہونے کے بعد اللہ رب العزت نے اپنے حبیب ﷺ اور آپ کی پیاری بیویوںؓ کو خاص قسم کے احکام ومسائل اور مناقب وفضائل عطا فرمائے: ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○ يٰنِسَآءَ

النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا○ وَقَرْنَ فِیْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا○ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِیْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا○﴾

[سورة الأحزاب ٣٠-٣٤]

(۱) ''اے نبی کی بیویو! تم میں سے کوئی واضح برائی کا ارتکاب کرے تو اس کو دوگنے عذاب میں مبتلا کیا جائے گا؛ اور یہ اللہ عزوجل کو نہایت آسانی سے گوارا ہے۔ (۲) تم میں سے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرتی ہوئی نیک عمل انجام دے، تو ہم اسے دوگنا اجر وثواب عطا فرمائیں گے اور ہم نے اس کے لیے عزت واحترام والی روزی تیار فرما رکھی ہے۔ (۳) اے نبی ﷺ کی زوجات طیبات! تم خواتین میں سے کسی کی طرح نہیں ہو، (۴) اگر تم پرہیزگاری کا التزام کرتی ہوں تو (کسی اجنبی سے) نرم لہجے میں بات نہ کرنا کہ ایسا شخص طمع کرنے لگے جس کے دل میں (نفاق یا اخلاقی کمزوری کا) مرض ہو، بلکہ اچھی بات کرنا۔ (۵) اپنے گھروں میں وقار کے ساتھ بیٹھی رہو اور سابقہ دورِ جاہلیت کی طرح اظہارِ زینت کرتی نہ پھرنا، (۶) نماز کی پابندی کرنا، (۷) زکاۃ ادا کرنا (۸) اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا، اے مقدس گھرانے والیو! (ان احکامات کے ذریعے) اللہ تعالیٰ صرف یہ چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی پلیدی کو دور کر کے تمہیں اچھی طرح پاکیزہ وشائستہ کردے۔ (۹) تمہارے گھروں میں اللہ رب العزت کے کلام پاک کی جو تلاوت ہوتی ہے اور جو حکمت بھرے فرامین بیان ہوتے ہیں، انہیں یاد کرو اور ان پر غور کرو، یقیناً اللہ تعالیٰ نہایت مہربان اور ہر چیز سے آگاہ ہے۔''

آگے حضرت زید بن حارثہ ؓ سے جدائی کے بعد حضرت زینب بنت جحش ؓ سے آپ ﷺ کی شادی کا بیان ہے۔ پھر ارشادِ الٰہی ہے: ﴿يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ؗ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً

لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ○ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ○ لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْ بَعْدُ وَلَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ○ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِيْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِيْنَ لِحَدِيْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ؗ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ○ ......

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ ..........

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ○﴾[الأحزاب ۵۰-۵۳، ۵۶، ۷۰] ''(۱۰) اے نبی کریم ﷺ! یقیناً ہم نے آپ کے لیے ان بیویوں کو حلال کر دیا ہے جنہیں حق مہر ادا کر کے آپ نے شادی کی ہے، (۱۱) جو آپ کی دائیں ہاتھ کی ملکیت (لونڈی) بنیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو مال غنیمت میں عطا فرمائیں، (۱۲) آپ کی چچا زادیاں، پھوپھی زادیاں، ماموں زادیاں، خالہ زادیاں جنہوں نے آپ کے ساتھ ہجرت کی، (۱۳) مؤمنہ خاتون اگر خود اپنی ذات آپ کے لیے ہبہ کرے اگر نبی کریم ﷺ اس سے نکاح کرنا چاہیں، یہ آپ کے لیے خاص حکم ہے دوسرے مؤمنوں کے بغیر، (۱۴) یقیناً ہم جانتے ہیں جو ہم نے ان پر ان کی بیویوں کے سلسلے میں فرض کیا ہے، اور جو ان کے دائیں ہاتھ کی ملکیت ہیں تاکہ آپ پر کوئی تنگی نہ رہے، اور اللہ تعالیٰ خوب مغفرت فرمانے والا نہایت رحمت والا ہے۔ (۱۵) آپ ان میں سے جسے چاہیں الگ رکھیں اور جسے چاہیں اپنے ہمراہ رکھیں، اور جنہیں آپ نے الگ کر لیا ہو انہیں پھر قربت عطا کریں تب بھی آپ پر کوئی گناہ نہیں؛ یہ حکم اس لیے (دیا جا رہا ہے) کہ وہ خوش و خرم رہیں، غم نہ کریں

اور جو کچھ آپ انہیں عطا فرمائیں اس پر سب راضی رہیں، اور اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں جو کچھ بھی ہے اسے خوب جانتا ہے، اور اللہ پاک خوب علم والا اور نہایت حلم وحوصلہ والا ہے۔ (۱۶) آپ کے لیے اس کے بعد اور خواتین حلال نہیں (۱۷) نہ ان کے بدلے اور بیویاں کرنا جائز ہے، اگر چہ آپ کو اُن کی خوبیاں پسند آئیں، سوائے آپ کی لونڈیوں کے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر نگہبان ہے۔ (۱۸) اے ایمان دارو! نبی کریم ﷺ کے گھروں میں مت داخل ہوں سوائے اس صورت کے کہ تمہیں کھانے کی دعوت دی جائے، وہ بھی پکنے کا انتظار کرتے ہوئے نہیں، لیکن جب تمہیں بلایا جائے تو داخل ہوں اور جب کھانا کھا چکیں تو چلے جائیں اور باتوں میں لگے نہ رہیں، یقیناً تمہارا یہ کام نبی کریم ﷺ کو ناگوار ہوتا تھا لیکن وہ تم سے شرماتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ حق کے بیان سے نہیں شرماتا، (۱۹) جب تم ان سے کوئی ضرورت کی چیز طلب کریں تو ان سے پردے کے پیچھے سے طلب کریں، یقیناً یہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لیے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے، (۲۰) تمہارے لیے جائز نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو تکلیف پہنچائیں اور نہ ان کے بعد کبھی ان کی بیواؤں سے نکاح کریں، یقیناً یہ کام اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت سنگین ہے۔ ... (۲۱) بیشک اللہ رب العزت اور اس کے فرشتے نبی کریم ﷺ پر درود بھیجتے ہیں، اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو۔ ..........ایمان دارو! اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو اور ہمیشہ درست بات کیا کرو۔"

## احکام وفضائل امہات المؤمنینؓ:

سورۃ الاحزاب کی ان مبارک آیات میں اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے مقدس گھر والیوں سے متعلق جو احکام ومسائل اور مناقب وفضائل بیان فرمائے ہیں، ان میں سے دس عام ہیں: (۴) خواتین کا نامحرموں سے سخت لہجہ اختیار کرنا، (۵) بلاضرورت گھر سے باہر نہ جانا، (۶) اظہارِ زینت سے بچنا، (۷) نماز کی پابندی کرنا، (۸) زکاۃ ادا کرنا، (۹) اللہ پاک اور رسول اکرم ﷺ کی اطاعت کرنا، (۱۰) معروف شرعی شادی کے احکام، (۱۱) مال غنیمت میں حاصل شدہ لونڈی کی حلت، (۱۴) حقوقِ زوجین کی پاسداری، (۱۸) دعوت پر جانے کے آداب، اور (۱۹) خواتین سے معاملات پردے کے پیچھے سے کرنا۔ ان شرعی احکام میں اہل بیت نبوت کو اہتمام کی تاکید کے ساتھ ساتھ تمام اہل اسلام کو بھی ان اعلیٰ تعلیمات پر عمل کرنے کی تلقین ہے۔

اور ان احکام میں سے **گیارہ امہات المؤمنینؓ** کے ساتھ خاص ہیں: (۱) گناہ کے ارتکاب پر ڈبل سزا، (۲) نیکیوں پر دوگنا ثواب، (۳) فضل وشرف میں انفرادیت، (۹) اپنے گھروں میں اترنے والے قرآن مجید اور ارشاد ہونے والی حکمت نبویہ کو سیکھنے کا خاص اہتمام، (۱۲) قریبی رشتہ دار خواتین سے نکاح کے لیے ہجرت کی شرط، (۱۳) اپنی ذات ہبہ کرنے والی مؤمنہ سے نکاح کرنا، (۱۵) بیویوں میں مساوات کا واجب نہ ہونا، (۱۶) خاوند کو مزید شادیوں کی اجازت نہ ہونا، (۱۷) خاوند کو بیویاں بدلنے کی بھی اجازت نہ ہونا، (۲۰) خاوند کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کے لیے شادی کی حرمت اور (۲۱) درود وسلام بھیجے جانے کا حکم۔

امام بیہقیؒ: آیات کی ابتدا ازواج مطہرات کو اختیار دینے سے ہوئی: ﴿يَـٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ قُل لِّأَزْوَٰجِكَ﴾ پھر انہیں ثواب اور گناہ میں تمام عالم کی خواتین سے نمایاں کر دیا: ﴿مَن يَأْتِ مِنكُنَّ بِفَٰحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُضَٰعَفْ لَهَا ٱلْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ...... وَمَن يَقْنُتْ مِنكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتَعْمَلْ صَٰلِحًا نُّؤْتِهَآ أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ﴾ پھر انہیں تمام خواتین پر امتیازی شان عطا کی: ﴿لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِّنَ ٱلنِّسَآءِ﴾ "تم کسی بھی خاتون کی طرح نہیں ہو۔" اس طرح ان سے خطاب جاری رکھا۔ پھر ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ ٱللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ ٱلرِّجْسَ أَهْلَ ٱلْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ میں مذکر کا صیغہ لایا، تاکہ دیگر افراد کو بھی ان کے ساتھ شامل فرمائے۔ پھر نبی کریم ﷺ کے گھروں کو انہی سے منسوب فرمایا: ﴿وَٱذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِى بُيُوتِكُنَّ مِنْ ءَايَٰتِ ٱللَّهِ وَٱلْحِكْمَةِ﴾ انہیں تمام اہل ایمان کی واجب الاحترام مائیں قرار دیا: ﴿وَأَزْوَٰجُهُۥٓ أُمَّهَٰتُهُمْ﴾ [الأحزاب ٦] اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد ان سے نکاح کو حرام کر دیا: ﴿وَلَآ أَن تَنكِحُوٓا أَزْوَٰجَهُۥ مِنۢ بَعْدِهِۦٓ أَبَدًا﴾ [شعب الإيمان ٨٦/٣، الاعتقاد للبيهقي ٣٢٤/١]

## اھل اور آل میں فرق:

عربی زبان میں "آل اور أھـل" اہل وعیال یعنی کنبہ، خاندان اور قبیلے کو کہتے ہیں۔ فرق یہ ہے کہ أھـل کا لفظ عام ہے اور آل خاص۔ کیونکہ آل صرف بڑے لوگوں کے اہل وعیال اور متعلقین کو کہا جاتا ہے، خواہ یہ عظمت حقیقی ہو یا صرف دنیاوی۔ قرآن مجید میں لفظ "آل" ﴿موسیٰ علیہ السلام، ھارون علیہ السلام، إبراھیم علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، لوط علیہ السلام، داؤد علیہ السلام اور فِرعون﴾ کے لیے آیا ہے۔

اور عام لوگوں کی نسبت کے لیے أھل کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں لفظ "اہل" ﴿الکتاب، الذکر، التقوی، القری، قریة، المدینة، یثرب، الذکر، النار، البیت اور بیت﴾ کی نسبت کے لیے آیا ہے۔

"أھل" کا لفظ مذکر ہونے کی وجہ سے صرف بیوی مراد ہونے کے باوجود مذکر استعمال ہوتا ہے: ﴿قَالَ لِأَهْلِهِ امْكُثُوا إِنِّي آنَسْتُ نَارًا لَعَلِّي آتِيكُم مِّنْهَا بِخَبَرٍ أَوْ جَذْوَةٍ مِّنَ النَّارِ لَعَلَّكُمْ تَصْطَلُونَ ○﴾ [القصص ۲۹]

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی اہلیہؑ کو تین دفعہ صیغہ جمع مذکر سے خطاب فرمایا: امکثوا، آتیکم، لعلکم

قرآن میں أھل البیت میاں بیوی کو کہا گیا ہے۔ "البیت" صرف خانہ کعبہ شریف کے لیے آیا ہے۔

## (۱) "اھل البیت" کی تعیین:

سورۃ الأحزاب میں اللہ تعالیٰ نے ﴿أھل البیت﴾ امہات المؤمنین کو فرمایا ہے، اور ان سے متعلق بہت سے احکام وفضائل بیان فرمائے ہیں۔ پھر اللہ کے نبی ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی حضرت فاطمہؓ، داماد حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بیٹوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو بلا کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی کہ انہیں بھی "اہل بیت" میں شامل کر کے وہ فضائل عطا فرمائے جو امہات المؤمنینؓ کے لیے نازل ہوئے ہیں۔ اس طرح "اہل بیت نبوت" اللہ کے پیارے نبی ﷺ، آپ کی گیارہ ازواجؓ، اور چار اصحاب الکساء رضی اللہ عنہم سمیت کل "سولہ" افراد پر مشتمل ہے۔

کیا نبی کریم ﷺ کی لونڈیاں ام ابراہیم حضرت ماریہؓ اور ریحانہؓ بھی ان میں داخل ہیں؟ محتاج تحقیق ہے۔

## (۲) "آل محمد ﷺ" کی تعیین:

(۱) ابن عباس رضی اللہ عنہ، عطاءؒ، عکرمہؒ وغیرہ کا بیان ہے کہ آیت امہات المؤمنینؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ (۲) کلبیؒ نے صرف حضرت علی، فاطمہ اور حسن وحسین رضی اللہ عنہم کو آل قرار دیا ہے۔ (۳) بعض نے قوم وقبیلہ کو آل کہا ہے۔ (۴) سفیان ثوریؒ: ایک قول کے مطابق جو بھی سنت نبویہ پر اخلاص کے ساتھ عمل کرے۔ [الأمالي في آثار الصحابة ٤٦ لعبدالرزاق الصنعاني ٤٨/١] ایک حدیث ہے: "آلُ مُحَمَّدٍ كُلُّ تَقِيٍّ" [المعجم الأوسط ٣٣٣٢، الصغير ٣١٨، شعب الإيمان ١٥٦٧ وضعفه البيهقي الشعب ١٤٨٦، والألباني جدًا الضعيفة ١٣٠٤] ﴿فَالْتَقَطَهُ آلُ فِرْعَوْنَ﴾ [القصص ٨] سے مراد اس کے ہم مسلک لوگ ہیں۔ [بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار للكلاباذي

البخاري ت ٣٨٠] راقم: یعنی "آل" کا دائرہ شخصیت کی حیثیت اور اثر ورسوخ کے مطابق وسیع ہوتا ہے۔ یہ بات قرین قیاس تو ہے، لیکن محتاجِ دلیل ہے۔

امام قرطبیؒ: راجح قول یہ ہے کہ امہات المؤمنینؓ اور حضرت علی اہل خانہ ؓ سب اہل بیت ہیں۔ اسی لیے مذکر کا صیغہ استعمال ہوا ہے، کیونکہ مذکر ومؤنث جمع ہوں تو مذکر کا غلبہ ہوتا ہے۔ آیت ازواجِ مطہراتؓ کے بارے میں ہے اور خطابِ الٰہی بھی انہی سے ہے۔[تفسير القرطبي ١٨٢/١٤]

حضرت ابوہریرہ ؓ یا عائشہؓ سے روایت ہے: "**كان ﷺ يضحّي بكبشين ... أحدُهما عن أمته مَن شهد لله بالتوحيدِ وشهدَ له بالبلاغ، ويذبحُ الآخرَ عن محمدٍ وعن آلِ محمد**"" کبھی رسول اکرم ﷺ دومینڈھے قربانی کرتے تھے: ایک توحید ورسالت کی گواہی دینے والے امتیوں کی طرف سے دوسری اپنی اور آلِ محمد ﷺ کی طرف سے" [ابن ماجه ٣١٢٢ صححه الألباني والأرنؤط، شعب الإيمان ١٤٨٦]

امام بیہقی کہتے ہیں: اس سے ثابت ہوا کہ "آلِ محمد ﷺ" قرابت داروں کو کہتے ہیں، عام اہل ایمان کو نہیں کہتے۔ اور ازواجِ مطہرات حقیقی معنوں میں اہل بیت ہیں۔[شعب الإيمان ١٥١/٣]

**خلاصہ کلام:** "اہل بیت" صرف اللہ کے رسول ﷺ، آپ کی ازواج طیباتؓ اور حضرت علی، فاطمہ، حسن اور حسین ؓ کل سولہ (16) افراد ہیں۔ اور "آلِ محمد ﷺ" میں اہل بیت کرام ؓ سمیت تمام بنی ہاشم اور بنی عبدالمطلب کے مسلمان اور ان کے آزاد کردہ غلام اور ان تمام کی قیامت تک پیدا ہونے والی نسلیں شامل ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے نو چچا تھے، ان میں سے دو کو قبولیت اسلام کا شرف حاصل ہوا: حضرت عباس ؓ وحمزہ ؓ۔ چھ پھوپھیوں میں سے تین کو یہ سعادت نصیب ہوئی: حضرت عاتکہ، صفیہ اور اروی رضي الله عنهن أجمعين۔

متأخرین آلِ محمد ﷺ میں سے اہم ترین شخصیت حضرت امام مہدیؒ ہیں، جو قیامت کے قریب دنیا میں خالص اسلامی حکومت نافذ کریں گے اور ظلم وجور کی دنیا میں عدل وانصاف کو خوب فروغ دیں گے۔

## ارکانِ آل واہل بیت:

(۱) **سربراہِ خاندان بذاتِ خود:** آل میں سربراہِ خاندان سرفہرست ہوتا ہے، جیسے فرمانِ الٰہی ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝﴾[آل عمران ٣٣]،

﴿إِلَّا آلَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَاهُم بِسَحَرٍ ۝﴾ [القمر ٣٤]، اور دعائے نبوی ہے: "اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى آلِ أَبِي أَوْفَى" [صحيح البخاري ١٤٩٧، صحيح مسلم ١٧٦(١٠٧٨)]

(۲) **سربراہ کی اہلیہ:** "أهل البيت" میں سربراہ کی رفیقہ حیات بالاولیٰ شامل ہوتی ہے، جیسے فرمانِ الٰہی ہے: ﴿قَالُوا أَتَعْجَبِينَ مِنْ أَمْرِ اللَّهِ ۖ رَحْمَتُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ أَهْلَ الْبَيْتِ ۚ إِنَّهُ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝﴾ [هود ٧٣] "فرشتوں نے کہا: کیا آپ کو اللہ کے حکم پر تعجب ہے؟ اللہ پاک کی رحمت اور برکتیں آپ **اہل بیت** پر ہوں، یقیناً وہ نہایت قابل ستائش اور نہایت عظمتِ شان والا ہے۔"

فرشتوں کی اس دعا اور سلام کا خطاب حضرت سارہؑ سے ہے، جنہیں بڑھاپے میں بیٹے کی بشارت پر تعجب ہوا تھا، جبکہ "اہل البیت" میں ان کے خاوند حضرت ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام بالاولیٰ شامل ہیں۔ [الاعتقاد لأحمد بن الحسين البيهقي ت٤٥٨هـ: باب القول في أهل بيت الرسول ﷺ وآله وأزواجه]

**امہات المومنینؓ** کو خود اللہ کے رسول ﷺ نے "اہل البیت" سے مخاطب فرمایا ہے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: حضرت زینب بنت جحشؓ کے ولیمے میں لوگوں کو خوب سیر کر کے گوشت اور روٹی کھلائی گئی۔ میں لوگوں کو دعوت دیتا رہا..... آخر آپ اپنی زوجات کے پاس جاتے اور "ہر ایک سے" فرماتے رہے: "**سلامٌ عليكم يا أهلَ البيتِ كيف أصبحتم؟ فيقولون بخيرٍ يا رسولَ الله كيف وجدتَّ أهلكَ؟ فيقولُ بخيرٍ**......" [أحمد ١٣٥٧٥ وصححه الأرنؤط] "تم پر سلامتی ہو اے اہل بیت! کیا حال ہے؟ وہ کہتیں: ہم اچھی حالت میں ہیں اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کو اپنی دلہن کیسی لگی؟ آپ ﷺ فرماتے: اچھی لگی۔"

عکرمہؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ۝﴾ **نزلتْ في نساءِ النبيِّ ﷺ خاصةً.**" [تفسير ابن أبي حاتم ١٧٦٧٥، تفسير ابن كثير، ابن سعد عن عروة رضي الله عنه]

عکرمہؒ بازار میں اعلان کرتا تھا: یہ آیت امہات المؤمنینؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ [تفسير الطبري] اور چیلنج دیتے ہوئے کہتے تھے: "**مَنْ شَآءَ بَاهَلْتُهُ أنَّها نزلتْ في نساءِ النبيِّ ﷺ**" [ابن عساكر ٦٩/١٥٠ وابن أبي حاتم في تفسيره، ابن كثير ٣/٤٩١، وقال الذهبي: إسناده صالح ر: سير أعلام النبلاء ٢/٢٢١]

بعض اہل علم کو ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ﴾ کے واقعہ نزول کی بعض

روایات سے ازواج مطہراتؓ کے ''اہل بیت'' میں شامل ہونے کے بارے میں شک ہوا ہے، یقیناً اس موقع پر ان کی توجہ سورة الأحزاب کی آیات کی طرف منتقل نہ ہوسکی۔ ورنہ قرآن مجید کی تلاوت کرنے والا کوئی مسلمان اس حقیقت میں شبہ نہیں کرسکتا۔ امہات المؤمنینؓ کو اہل بیت کرام میں شامل نہ کرنے کا **وہم ایسا عیب** ہے، جس سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کلام بالکل پاک ہے، اور اللہ پاک نے ہم مسلمانوں کو **قول سدید** ''درست بات'' کہنے کا حکم فرمایا ہے۔

اس **وہم کی تاریکی** میں آیات کا مفہوم یوں بنتا ہے: ''اے نبی کی بیویو! تمہیں یہ یہ کام کرنا پڑے گا، تم پر یہ پابندیاں عائد کی جاتی ہیں، تمہیں ان حقوق سے محرومی بھی برداشت کرنا پڑے گا، کیونکہ اللہ **تمہارے علاوہ کسی اور کو** کچھ خاص انعامات دینا چاہتا ہے۔'' کیا یہی ''**قول سدید**'' کی مثال ہے، جس کا اللہ پاک ہمیں حکم فرماتا ہے؟!

حدیث الکساء میں دراصل رسول اللہ ﷺ نے سیاق آیت کی وضاحت پر مہر تصدیق ثبت فرمایا ہے۔ اسی لیے اس میں فقط حضرت علیؓ اور ان کے اہل خانہ ؓ کو اہل بیت میں شامل کرنے کی ''دعا'' فرمائی ہے، جیسے حضرات ام سلمہؓ، عائشہؓ، واثلة بن الاسقع ؓ، عبداللہ بن عباس ؓ، عکرمہؒ اور ابن کثیرؒ وغیرہ نے بیان کیا ہے۔

**حدیث العترة** میں بیان کردہ ''**أهل البيت**'' امہات المؤمنینؓ اور حضرت علی و اہل خانہ ؓ پر مشتمل ہے۔
عرب والوں کے ہاں لفظ ''**العترة**'' کے وسیع استعمال کی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس کی وضاحت فرما کر محدود کردیا: ''**وعترتي أهل بيتي**'' تاکہ معلوم ہوجائے کہ اس سے مراد آپ کی ازواج مطہراتؓ، بیٹی، داماد اور ان کی اولادؓ ہیں۔ اہل لغت کہتے ہیں: **عترةُ الرجلِ أهلُ بيتِه ورهطُه الأدنونَ.**

ملا علی قاریؒ: ''اہل بیت'' کے خصوصی ذکر کی وجہ یہ ہے کہ گھر کے افراد عام طور پر سربراہ خاندان کی مختلف حالتوں کو زیادہ جانتے ہیں۔ پس اس سے مراد اہل بیت کے وہ لوگ ہیں جو آپ ﷺ کی سیرتِ شب و روز، کردار، احکام اور ان کی حکمتوں سے زیادہ آگاہی رکھتے ہوں۔ اسی طرح ''**عترة، أهل البيت**'' کا ذکر ''قرآن مجید'' کے مقابل آنے کے لائق ہوا۔ جس طرح اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿**وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ**﴾ اور یقیناً ان دونوں پر عمل کرنا بھاری ہے۔ اور یہ امہات المؤمنینؓ کو دیے گئے حکم الٰہی کے عین مطابق ہے: ﴿**وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ**﴾ کیونکہ ''حکمت نبویہ'' حدیث شریف ہی ہے۔

پس ''اہل البیت'' سے مراد وہ لوگ ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کی سنت مطہرہ و سیرت طیبہ کا خوب علم رکھتے اور اس کی پابندی کرتے ہیں۔ اسی لیے اسے حدیث میں ''دو بھاری چیزوں'' میں سے ایک قرار دیا گیا۔

امام ابن الاثیرؒ: کتاب الٰہی و اہل بیت کو "ثقلین" فرمایا، کیونکہ کتاب وحکمت کی پابندی کرنا بھاری عمل ہے۔ پس ان دونوں کے اعلیٰ شان کے اظہار کی خاطر انہیں بھاری قرار دیا۔

البانیؒ: اس حدیث شریف میں قرآن مجید کے ساتھ عترۃ کا ذکر حدیث العرباضؓ میں آپ ﷺ کی سنت کے ساتھ سنت خلفاء الراشدینؓ کے ذکر سے ملتا جلتا ہے۔[سلسلة الأحاديث الصحيحة ١٧٦١]

بعض امہات المؤمنینؓ پر "اہل بیت" کی مبارک اصطلاح کے اطلاق اور استدلال کا عملی وقولی ثبوت بھی ملتا ہے:

**حضرت ام المؤمنین سودةؓ:** محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں: سودہ بنت زمعہؓ سے پوچھا گیا: کیا بات ہے کہ آپ اپنی دوسری بہنوں (امہات المؤمنین رضي الله عنهن) کی طرح حج وعمرہ نہیں کرتیں؟ جواب دیا: "میں حج اور عمرہ کر چکی ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر میں بیٹھی رہنے کا حکم دیا ہے: ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ پس اللہ کی قسم میں موت تک اپنے گھر سے نہیں نکلوں گی۔" ابن سیرین کہتے ہیں: اللہ کی قسم آپ اپنے گھر کے دروازے سے باہر نہیں نکلیں، یہاں تک کہ آپ کا جنازہ وہیں سے نکالا گیا۔[فتح البيان لمقاصد القرآن لصديق حسن القنوجي ت١٣٠٧]

**حضرت ام المؤمنین عائشةؓ:** آپ (رضي الله عنها) کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "يا عائشة هذا جبريلُ يقرأ عليكِ السلامَ" آپ کہتی ہیں میں نے جواب دیا: وعليهِ السلامُ ورحمةُ الله وبركاتُه...... میں اس سے آگے بڑھنے لگی، تو ارشاد فرمایا: "إلى هذا انتهى السَّلامُ، فقالَ (المَلَكُ): ﴿رَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ﴾ [المعجم الأوسط للطبراني ٧٨٢]

حضرت عمار بن یاسرؓ نے حضرت عائشہ رضي الله عنها کے خلاف بولنے والے کو ڈانٹا: "اغربْ مقبوحًا منبوحًا! أتُؤذِي حبيبةَ رسولِ الله ﷺ ؟!" [الترمذي٣٨٨٨، المستدرك ٦٨٤٥ وصححه على شرطهما] "دفع ہو جاؤ! تمہارا برا ہو، ستیاناس ہو، کیا تو رسول اللہ ﷺ کی محبوبہ کو اذیت دیتا ہے؟!"

حضرت عمارؓ نے منبر کوفہ پر برملا کہا: حضرت عائشہ رضي الله عنها ہماری طرف روانہ ہو رہی ہیں۔ "إنها زوجةُ نبيِّكم ﷺ في الدنيا والآخرةِ ولكنها مما ابتُلِيتم" [صحيح البخاري ٧١٠١] "وہ یقیناً دنیا اور آخرت دونوں میں اللہ کے رسول ﷺ کی اہلیہ ہیں؛ لیکن (اس وقت ان کی آمد) تمہارے لیے آزمائش ہے۔"

مسروق کا بیان ہے کہ جب بھی حضرت عائشہ رضي الله عنها ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾ کی تلاوت کرتی تو اتنا روتی تھیں کہ آپ رضي الله عنها کی چادر آنسو سے تر ہو جاتی۔[فتح البيان في مقاصد القرآن]

**حضرت ام المؤمنین ام سلمةؓ:** میرے گھر میں یہ آیت نازل ہوئی: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا﴾ فأرسَلَ إلى علي وفاطمة والحسن والحسين ؓ فقال: "اللّٰهم هؤلآءِ أهلُ بيتِي" قالتْ يا رسولَ الله! ما أنا مِن أهلِ البيتِ؟ قال: "إنّكِ أهلي خيرٌ، وهؤلاءِ أهلُ بيتي، اللّٰهم أهل بيتي أحقُّ." [المستدرك ٣٥٥٨ وصححه على شرط البخاري، الذهبي: على شرط مسلم] ایک روایت میں ہے: **فقلت: يا رسولَ الله أما أنا مِن أهلِ البيتِ؟ قال: "بلٰى إنْ شآءَ اللهُ"** [مناقب علي ١/٣٧٠ لعلي بن محمد الواسطي ابن المغازلي ت٤٨٣، شرح السنة للبغوي ٣٩١٢، الاعتقاد ١/٢٢٧ و السنن الكبرى للبيهقي ٢٨٦١ وصححه]

امام بیہقی: یہ حدیث تاکید کرتی ہے کہ ازواجِ مطہرات اور آلِ محمد ؐ اہل بیت نبوت میں شامل ہیں، اور ہم پر ان سب کے ساتھ دینی محبت وعقیدت رکھنا ضروری ہے۔ [شعب الإيمان ١/٣٢٦] ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے ام سلمہؓ کے سوال پر فرمایا: "إنّكِ مِن أهلِ البيتِ" [صحيح ابن حبان ٦٩٧٨ لمحمد البستي ت٣٥٤]

**(۳) سربراہ کی اولاد:** "اہل البیت" میں بیٹے اور ان کی اولاد شامل ہوتے ہیں اور بیٹیاں جب تک باپ یا بھائی وغیرہ کے زیرکفالت ہوں۔ شادی کے بعد وہ باپ کے بجائے "خاوند" کی اہل بیت بن جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت کاملہ سے عقیدہ توحید کو سیرت نبویہ کے پہلو سے بھی واضح فرمانے کے لیے رسول اللہ ﷺ کے تینوں بیٹوں ؓ کو بچپن میں ہی فوت کر دیا۔ اور آپ ﷺ کی تین بیٹیاں رضي الله عنهن بھی آپ کی حیاتِ مبارکہ میں داغِ مفارقت دے گئیں۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فضائل ومناقب کی روشنی میں خصوصی دعا کے ذریعے اپنی چھوٹی بیٹی رضي الله عنها اور اس کے کنبے ؓ کو اپنے "اہل بیت" میں شامل فرمایا۔

## احکام وفضائل اہل بیت کرام ؓ:

### (۱): دس میں سے چار خصوصیاتِ امہات المؤمنینؓ:

حضرت علی واہل خانہ ؓ کے لیے دعائے نبوی کے ذریعے امہات المؤمنینؓ کی **دس** قرآنی خصوصی احکام وفضائل میں سے تقریباً **چار** ثابت ہو سکتے ہیں: (۱) گناہ پر ڈبل سزا، اور (۲) نیکی پر دوگنا ثواب۔ یہ دونوں لازم وملزوم ہیں۔

(۳) فضل وشرف میں انفرادیت اور (۴) رسول اللہ ﷺ کے ساتھ درود وسلام کا واضح حکم۔

حضرات علی، فاطمہ اور حسنین ﷺ کو امہات المؤمنینؓ کے لیے بیان کردہ تمام خصوصی احکام حاصل نہیں ہیں؛ اسی لیے ان کی مبارک نسل پھیلی ہے۔ ورنہ ان خصوصی احکام کے تحت ان کے لیے آگے شادی کرنا بھی حرام ہو جاتا۔

کیا تمام آل محمد ﷺ کو بھی یہ چاروں احکام حاصل ہیں؟ قابل تحقیق ہے۔ البتہ محبت اور درود و سلام کا حکم واضح ہے۔

**(۲): وجوبِ محبتِ اہل بیت** : حضرت ابو سعید الخدری ﷺ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لا يُبْغِضُنَا أَهلَ البيتِ أحدٌ إلا أدخلهُ اللهُ النارَ" [المستدرك ح:٤٧١٧ وصححه على شرط مسلم ووافقه الألباني الصحيحة ٢٤٨٨]

**أهل البيت كی عصمت** : بعض فرقہ پرست آیت تطہیر سے اصل اہل بیت یعنی امہات المؤمنینؓ کو خارج کرنے کے بعد بقیہ بعض اہل بیت کی عصمت کا استدلال کرتے ہیں۔

امام ابن تیمیہؒ کہتے ہیں: آیت تطہیر میں اللہ تعالیٰ نے خصوصی احکام عطا فرما کر اس کی وجہ بیان فرمائی ہے: ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ ......﴾ اور یہ ارادہ شرعیہ ہے۔ اس آیت میں اہل بیت کو مکمل پاکیزگی سے آراستہ کرنے کی خبر نہیں ہے، بلکہ پاکیزگی کے تقاضے پورے کرنے کے شرعی احکام بیان فرمائے ہیں، جو امر و نہی پر مشتمل ہے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے اہل الکساء کے حق میں تطہیر کی دعا فرمائی ہے: "اللّٰهم هؤلاءِ أهلُ بَيتِي فَأَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجسَ وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِيرًا" [الترمذي ٣٢٠٥، ٣٧٨٧ وصححه الألباني، فضائل الصحابة لأحمد ٩٩٤] اگر اللہ پاک نے ان سے ہر قسم کی پلیدی کو دور کر کے پوری طہارت عطا فرمانے کی خوش خبری دی ہوتی، تو آپ ﷺ اس پر شکر ادا فرماتے، دعا پر اکتفا نہ کرتے۔ [منهاج السنة النبوية ٢/١١٧، ٤/٢٢]

**(۳): قرآن مجید اور اہل بیت سے مضبوط تعلق کی وصیت** : زیر درس حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے کتاب اللہ سیکھنے سکھانے، اس کا شرعی فہم سمجھنے سمجھانے، اس پر عمل کرنے، اس کی تبلیغ کرنے اور اس کی تعظیم کرنے کی بڑی اہمیت بیان فرمائی اور پرزور ترغیب دی۔ پھر امت اسلامیہ کو اپنے اہل بیت ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرنے کی تین بار مکرر تلقین فرمائی۔ قرآن مجید و سنت مطہرہ کے مطابق اہل بیت کرام ﷺ کے حقوق [1] ان سے محبت و عقیدت رکھنا، [2] تعلیم و تبلیغ دین میں ان سے استفادہ کرنا اور [3] ان پر درود و سلام پڑھنا ہے۔

حصینؒ کے سوال پر حضرت زید بن ارقم ﷺ نے ازواج مطہراتؓ کے ساتھ حضرت علی ﷺ، حضرت جعفر ﷺ،

حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کی آل کو "اہل بیت" قرار دیا۔ یہ سب لوگ آل محمد ﷺ میں شامل ہیں۔

امام بیہقی کہتے ہیں: زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے واضح کر دیا کہ امہات المؤمنینؓ اہل بیت میں شامل ہیں۔ "اہل بیت" بیویوں کا حقیقی نام ہے، اور وہ "آل" میں شامل ہیں۔ "آل" کا اطلاق ان تمام لوگوں پر ہوتا ہے، جن پر صدقہ حرام ہے، یہ بنی ہاشمؓ اور بنی المطلبؓ ہیں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: "إنَّ الصدقةَ لا تحلُّ لمحمدٍ ولا لآلِ محمدٍ" اور آپ ﷺ بنی ہاشمؓ اور بنی المطلبؓ کو صدقہ کے بجائے خمس غنیمت میں سے دیا کرتے تھے۔ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے اہل بیت کو آل محمد ﷺ میں سے خاص کرنے کا ارادہ کیا۔ اور نبی کریم ﷺ کی وصیت کے الفاظ عام ہیں، جس میں ازواج مطہراتؓ کے ساتھ سارے آل محمد ﷺ بھی شامل ہیں۔ [شعب الإيمان للبيهقي ٨٧/٣]

## حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے اہل خانہ رضی اللہ عنہم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے غزوہ بدر کے دن جھنڈا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیا، اس وقت ان کی عمر بیس سال تھی۔" [المستدرك ١١١/٣ وصححه على شرطهما] امام ذہبیؒ: یہ ثبوت ہے کہ قبولیت اسلام کے وقت آپ رضی اللہ عنہ کی عمر سات آٹھ برس تھی۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے فضائل ومناقب بہت ہیں۔

**حضرت فاطمۃ الزہراءؓ:** حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "فاطمة سيدةُ نساءِ أهلِ الجنةِ" [صحيح البخاري تعليقا باب مناقب قرابة رسول الله ﷺ]

حضرت مریم بنت عمرانؑ کے بعد حضرت فاطمہ، خدیجہ، مریم اور آسیہ بنت مزاحم رضي الله عنهن أجمعين جنتی خواتین کی سردار ہیں۔" [المعجم الكبير ح:١، المعجم الأوسط للطبراني ١١٠٧]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل چھ ماہ تک نماز فجر کے لیے تشریف لے جاتے وقت حضرت فاطمہ الزہراءؓ کے دروازے پر فرماتے تھے: "الصلاة يا أهلَ البيتِ، ﴿إِنَّمَا يُرِيدُ اللهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۝﴾" [المستدرك ٤٧٤٨ وصححه على شرط مسلم]

امام شعبیؒ کا بیان ہے کہ جب حضرت فاطمہؓ بیمار ہوگئیں تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان کی خدمت میں تشریف لانے کی اجازت طلب کی۔ (حضرت علی رضی اللہ عنہ نے) کہا: فاطمہؓ! حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اجازت چاہتے ہیں۔ انہوں نے کہا: کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں انہیں اجازت دوں؟ انہوں نے کہا: ہاں۔ انہوں نے اجازت دی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور انہیں راضی کرانے لگے۔ کہا: "اللہ کی قسم! میں نے اپنا گھربار، مال ودولت اور اہل وعیال اور خاندان

وقبیلہ صرف اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ اور آپ اہل بیت کی رضا مندی کی خاطر چھوڑا ہے۔" اس پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا راضی ہوگئیں۔[الاعتقاد ۱/۳۵۳، السنن الکبری للبیهقي ۱۲۷۳۵]

**حضرات حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ:** حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"الحسنُ والحسينُ سيّدَا شبابِ أهلِ الجنةِ"[أحمد ۱۱۷۷۷ وصححه الأرنؤوط]

سورۃ الاحزاب اور حدیث الکساء کے مطابق مذکورہ پندرہ صحابہ کرام "اہل بیت رضی اللہ عنہم" ہیں۔

## (ع): اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم پر درود شریف:

حضرت ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ہم نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا: ہم درود کیسے پڑھیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "کہو: اَللّٰهمَّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كما صَلَّيْتَ على آلِ إبراهيمَ و بَارِكْ عَلٰى محمدٍ وَّأَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ كما بَارَكْتَ على آلِ إبراهيمَ إنَّكَ حميدٌ مَّجيدٌ."[البخاري ۳۳۶۹، ۶۳۶۰، مسلم ۶۹(۴۰۷)] اس میں ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن اور ذریت رضی اللہ عنہم یعنی اہل بیت پر بھی درود پڑھنے کا حکم ہے۔

**اہل بیت اور آلِ محمد ﷺ:** بعض نصوص کی روشنی میں متعدد اسلاف رحمہم اللہ نے "اہل بیت" اور "آل محمد ﷺ" مترادف استعمال کیا ہے۔ لیکن حدیث الکساء میں تمام آل محمد ﷺ کو "اہل بیت رضی اللہ عنہم" کا اعزاز نہیں بخشا گیا ہے۔ اس لیے خاندان نبوت اور متعلقین خاص کے لیے "اہل بیت" کے بجائے "آل محمد ﷺ" کی اصطلاح ہی مناسب ہے، جس میں اہل بیت رضی اللہ عنہم سرفہرست ہیں۔ ان کا مبارک سلسلۂ نسب قیامت تک قائم رہے گا۔

## دیگر ارکانِ آلِ محمد ﷺ:

**(ا) بنو هاشم وبنو المطلب رضی اللہ عنہم:** حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سهم ذي القربىٰ بنی ہاشم رضی اللہ عنہم اور بنی المطلب رضی اللہ عنہم میں تقسیم فرمایا تو میں اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ دونوں آپ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا: "اے اللہ کے رسول ﷺ! ہم بنی ہاشم والے بھائیوں رضی اللہ عنہم کی فضیلت سے انکار نہیں کرتے، کیونکہ اللہ پاک نے آپ کو اس قبیلے میں مقام عطا فرمایا ہے، البتہ ہمارے بنی المطلب کے بھائیوں کے بارے میں وضاحت کیجیے، جنہیں آپ نے اس مد میں سے عطا فرمایا ہے اور ہمیں چھوڑ دیا ہے، جبکہ آپ کے ساتھ ہمارا اور ان کا رشتہ برابر درجے کا ہے!" اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إنَّما بنو هاشم وبنو المطلبِ شيءٌ واحدٌ هٰكذا" وشبّكَ بين أصابعه.[مسند الإمام الشافعي ۱/۳۲۵]

رسول اللہ ﷺ کے جدّ امجد جناب عبد مناف (مغیرۃ) کے چار بیٹے تھے: جناب ھاشم، عبد شمس (جڑواں)، نوفل اور مطّلب۔ جبیر رضی اللہ عنہ بنی نوفل سے اور عثمان رضی اللہ عنہ بنی عبد شمس سے تعلق رکھتے ہیں۔

بنی ہاشم اور بنی المطلب کے آپس میں بڑی گہری وابستگی تھی۔ جب قریش نے بائیکاٹ کا معاہدہ کیا تو یہ دونوں قبائل-کفار سمیت-شعب ابی طالب میں تقریباً تین سال بھوک و پیاس کی حالت میں محصور رہے۔ صرف نبی کریم ﷺ کے چچا ابولہب نے قریش کا ساتھ دیا تھا۔ [الطبري ٣/٣٣٦، الکامل ١/٦٨٢، البداية ٣/١٠٨، ابن خلدون ٢/٤١٤]

**(۲) حضرت امام مھدی:** حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "**المهديُّ مِن عِترتي مِن وُلدِ فاطمةَ**" [أبوداؤد ٤٢٨٤، ابن ماجه ٤٠٨٦ و صححه الألباني، الجامع الصغير وزياداته ٦٧٣٤] "امام مہدی میری آل سے ہوگا، حضرت فاطمہؓ کی نسل میں سے۔"

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے: "**إني لأرجو ألا تذهب الأيامُ والليالي حتى يبعثَ اللهُ منّا أهلَ البيتِ غلاما شابًّا حدثًا لم تلبسه الفتنُ ولم يَلبسُها يُقيمُ أمرَ هذه الأمةِ كما فتحَ اللهُ هذا الأمرَ بِنا، فأرجو أن يختِمَ اللهُ بِنا**" [السنن الواردة في الفتن وغوائلها والساعة وأشراطها ح:٥٥٩ لعثمان بن سعيد الداني ت٤٤٤]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**المهديُّ مِنّا أهلَ البيتِ، يصلحُه اللهُ في ليلةٍ**" [أحمد ١/٨٤ وضعفه الأرنؤوط، ابن ماجه ٤٠٨٥ وصححه الألباني] حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: "**المهدي مِنّا أهلَ البيتِ**" [كتاب الفتن ح:١١١٨ لنعيم بن حماد المروزي ت٢٢٨]

**(۳) الموالی (آزاد شدہ غلام):** غلام کا آزاد کرنے والے مالک سے رشتہ ولاء کہلاتا ہے، جس کی بنا پر اس کا مالک عصبہ بنتا ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام اور ان کی نسل بھی آل محمد ﷺ میں شامل ہیں۔

عطاء بن السائب کہتا ہے: میں حضرت ام کلثومؓ بنت علی رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ صدقہ لے کر گیا تو انہوں نے کہا: "**احذرْ شبابَنا فإنَّ مولىً للنبي ﷺ حدثني يقال له ميمون أو مهران قال قال لي النبي ﷺ: "إنّا أهلَ البيتِ نُهينا عن الصدقةِ، وإنّ موالينا مِنّا فلا تأكلِ الصدقةَ**" [الأموال ٢١٢٦ لحميد بن مخلد ابن زنجويه الخراساني ت٢٥١، مسند الروياني ح:١٣٨ لأبي بكر محمد بن هارون الروياني ت٣٠٧] "ہمارے جوانوں سے بچو" (وہ لاعلمی میں صدقہ نہ لینے پائیں) یقیناً نبی کریم ﷺ کے ایک آزاد کردہ غلام نے کہا کہ مجھے اللہ کے نبی

ﷺ نے فرمایا ہے: ''ہم اہل بیت کو صدقہ سے منع کیا گیا ہے، اور ہمارے آزاد کردہ غلام بھی ہماری آل میں شامل ہیں، لہٰذا تو صدقہ نہ کھایا کر۔'' نبی ﷺ کے آزاد کردہ ابو رافع اسلم رضی اللہ عنہ اور ابو کیسان ہرمز رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''إنا أهلَ بيتٍ نُهينا أن نأكلَ الصدقةَ، وإنّ مَوالينا مِن أنفسِنا فلا تأكُلوا الصدقةَ.''

[مسند ابن أبي شيبة ٨٠٣، أحمد ١٦٣٩٩، وحسنه الأرنؤط، مسند الروياني ٦٨٠ وصححه الألباني]

**[1] حضرت اسامة بن زيد رضی اللہ عنہ:** حضرت زید بن حارثة رضی اللہ عنہ کو حضرت خدیجہؓ نے نبی کریم ﷺ کی خدمت کے لیے خریدا تھا۔ اس کے گھر والے لینے آئے تو انکار کر کے رفاقت نبوی کو ترجیح دی۔ اس پر آپ ﷺ نے انہیں آزاد کر دیا تھا۔ ان کا بیٹا اسامہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے: ''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا: ہمارے ساتھ کیوں نہیں نکلتے جبکہ آپ اہل بیت میں سے ایک فرد ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں نے جواب دیا: آپ صحیح فرماتے ہیں، آپ سے بڑھ کر کوئی بھی میری حمایت کا حقدار نہیں، لیکن اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کو سننے کے بعد نماز پڑھنے والوں سے جنگ تو نہیں کر سکتا: ''الا تركتَه أو شققتَ عن قلبِه فنظرتَ إليهِ.''[المعجم الأوسط للطبراني ٦٦٤٢]

**[2] حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ:** ثوبان بن بُجْدُد ابو عبدالله الألهاني رضی اللہ عنہ قیدی غلام ہو کر آیا تو رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''يا ثوبانُ إنْ شِئتَ أن تلحقَ مَن انتَ مِنهُم فانتَ مِنهم، وإنْ شِئتَ أنْ تثبُتَ وانتَ مِنّا أهلَ البيتِ على ولاءِ رسولِ الله'' ثوبان! اگر تو اپنے قبیلے سے ملنا چاہے تو ان سے جا ملو، تو ان میں شامل ہے۔ اور اگر یہاں رہنا چاہے تو ہم اہل بیت میں شامل رہو گے، اللہ کا رسول تیرا والی ہوگا۔'' اس نے عرض کیا: بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولایت (سربراہی) میں رہنے کو ترجیح دیتا ہوں۔'' (ت حمص ۵۴ھ) [المستدرك ح: ٦٠٢٦]

یوسف بن عبدالحمید کہتے ہیں کہ ہمیں ثوبان رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی: ''رسول اللہ ﷺ نے اپنے اہل بیت کے لیے دعا فرمائی، جس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ، فاطمہؓ وغیرہ کا ذکر فرمایا، تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ کیا اہل بیت میں میرا بھی شمار ہے؟ آپ ﷺ خاموش رہے، تو میں نے اپنی بات دو تین بار دہرائی۔ تیسری بار آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''نعم، ما لم تقمُ على سُدّةٍ أو تأتي اميرًا تسألُه'' [فضائل الصحابة لأحمد ١٠٨٠، المعجم الكبير للطبراني ٢٦٧٠] ''ہاں جب تک تو کسی راستے پر (ٹیکس لینے) نہ بیٹھے یا کسی حکمران سے مانگنے نہ جائے۔''

**(ع) ملحقان باهل البيت: بعض مخلص محبان مصطفیٰ ﷺ:**

بعض احادیث کے مطابق اللہ کے رسول ﷺ نے زوجیت، نسبی رشتے اور غلامی سے آزادی کے شرعی اسباب

کے بغیر بھی بعض صحابہ کرام ؓ کو محض محبت ومودت کی بنیاد پر ''اہل بیت نبوت'' میں شامل فرمایا ہے۔

بصورتِ صحت روایت انہیں آلِ محمد ﷺ میں داخل کرنے کی بنیاد ان کی شدتِ محبت وشوق اور ''**هم الجلساء لا يشقى بهم جليسُهم**'' [البخاري ٦٤٠٨] کے علاوہ سمجھ میں نہیں آتی۔ کیا اس رحمۃ للعالمین ﷺ سے ممکن ہے کہ اپنی رفیقاتِ حیاتؓ میں سے کسی کے ''اہل بیت'' ہونے میں تردد فرمائے؟!

**[1] حضرت سلمان ابن الإسلام الفارسی** ؓ (مابه بن بود الأصبهانی) غزوہ خندق سے فتوح عراق تک جہاد فی سبیل اللہ میں شریک رہے۔

اللہ کے رسول ﷺ نے خندق کی نشاندہی کرتے ہوئے دس دس افراد کے لیے چالیس ہاتھ مقرر فرمائے۔ پھر مہاجرین ؓ اور انصار ؓ دونوں نے حضرت سلمان فارسی ؓ کو اپنے گروپ میں شامل کرنے کے لیے بحث کی۔ آپ ؓ بڑے طاقتور تھے۔ آخر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''**سلمانُ مِنّا أهلَ البيتِ**'' [المستدرك ٦٥٤١ وضعفه الذهبي، المعجم الكبير للطبراني ٦٠٤٠] مدائن کے گورنر رہے۔ ڈھائی سے تین سو سال عمر گزار کر ۳۶ھ میں وفات پائی۔ [الإصابة في تمييز الصحابة ٣٣٦٩]

حضرت علی ؓ نے سلمان ؓ کے بارے میں فرمایا: ''**مَن لكم مثلُ لقمانَ الحكيم؟ ذلكَ امروٌ مِنّا وإلينا أهلَ البيتِ أدركَ علمَ الأوّلِ والآخرِ وقرأ الكتابَ الأولَ والآخر، بَحرٌ لا ينزفُ**'' ''تم میں سے کون حضرت لقمان حکیمؒ کی طرح ہے؟ وہ ہمارے اہل بیت میں شامل ہے، جس نے پہلوں اور پچھلوں کا علم حاصل کیا، اور پہلی اور آخری کتاب پڑھ لی، وہ علم کا سمندر ہے، جس کا کنارہ نہیں۔'' [حلية الأولياء وطبقات الأصفياء لأبي نعيم أحمد بن عبدالله ت ٤٣٠]

محمد سرور شفیق: تبّعؒ شاہِ یمن فارسی الاصل نے بشارت نبوت کی روشنی میں اپنے علماء کے لیے مدینہ میں گھر بنوائے اور بڑے علامہ کے گھر میں اپنا عقیدت بھرا خط دے دیا، جس میں حضرت ابو ایوب انصاری ؓ رہتے تھے۔ حضرت سلمان فارسی ؓ شاہ یمن تبع کی نسل سے تھے۔ [صحيفه اهل حديث كراچى ٩٧/٧، صفحه ١٤-١٦]

**[2] حضرت واثلة بن الاسقع** ؓ: بن کعب بن عامر غزوہ تبوک سے قبل اسلام لایا، صفہ میں ٹھہرے، بہادر مجاہد تھے۔ روایت بالمعنی جائز سمجھتے تھے۔ دمشق میں سب سے آخری صحابی تھے۔ (ت ۸۳ھ)

آپ کہتے ہیں: میں حضرت علی ؓ کی تلاش میں ان کے گھر گیا، تو حضرت فاطمہؓ نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ کے

پاس تشریف لے گئے ہیں۔ وہ دونوں ساتھ تشریف لائے اور میں بھی ان دونوں کے ہمراہ چلا گیا، آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنے بائیں طرف، حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دائیں طرف اور حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کو آگے بٹھایا، پھر ان کے اوپر اپنا کپڑا ڈال دیا، پھر تلاوت کی: ﴿إنما يريد الله﴾ **اللّٰهمّ هؤلاءِ أهلي ، اللّٰهمّ أهلي أحقُّ.** "واثلہ رضی اللہ عنہ نے گھر کے کونے سے عرض کیا: "اے اللہ کے رسول! میں بھی آپ کے اہل بیت میں شامل ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "**وأنتَ مِن أهلي.**" واثلہ رضی اللہ عنہ کہتا ہے: "**فذلک أرجىٰ ما أرجو مِن عملي**" [فضائل الصحابة لأحمد ١٠٧٧، المعجم الكبير للطبراني ٢٦٧٠، صحيح ابن حبان ٦٩٧٦ وصححه الأرنؤط]

[3] **حضرت عبداللہ بن سلام** رضی اللہ عنہ بن الحارث حضرت یوسف علیہ السلام کی نسل سے تھے۔ بنوقینقاع کا بڑا عالم تھا، خزرج کا حلیف تھا۔ یہود میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ (ت ۴۳ھ)

عبداللہ بن معقل کہتے ہیں: فتنہ باز لوگ جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے خلاف ہنگامہ آرائی کر رہے تھے تو حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے (تاریخی حقائق کی روشنی میں) ان سے خطاب کیا: "لوگو! اس بزرگ کو شہید نہ کرو، ان کی معذرت قبول کرو، بیشک کوئی بھی امت اپنے نبی کو قتل کرتی ہے، تو ان کا معاملہ سنبھل نہیں سکتا، یہاں تک کہ ستر ہزار لوگوں کا خون بہتا ہے۔ اور جو بھی امت اپنے خلیفہ کو قتل کرتی ہے، تو ان کا معاملہ درست نہیں ہوتا، یہاں تک کہ ان میں سے چالیس ہزار لوگ قتل ہو جاتے ہیں۔" انہوں نے آپ کے خطاب پر غور نہیں کیا اور آخر کار خلیفہ راشد کو شہید کر دیا۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ راستے میں جا بیٹھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا: آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں عراق کی سرزمین پر جا رہا ہوں۔ کہا: عراق نہ جائیے بلکہ رسول اللہ ﷺ کے منبر کو سنبھال لیجیے۔ اس پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بعض ہمراہی انہیں مارنے کے لیے امڈ آئے، تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "**دعوهُ فإنّه رجلٌ مِنّا أهلَ البيتِ**" [المعجم الكبير للطبراني ٣٦٦، حسنه الألباني في الضعيفة ح: ٣٧٠٤]

## احکام و مناقب آل محمد الکرام رضی اللہ عنہم:

(ا) **خاندان نبوت کی فضیلت:** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "**إنّ الله قسَّمَ الخلقَ قسمينِ فجعلني في خيرِهما قسمًا ﴿اَصۡحٰبُ الۡيَمِيۡنِ﴾ و ﴿اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ﴾** [الواقعة] **فأنا من خير أصحاب اليمين. ثم جعل القسمينِ أثلاثًا، فجعلني في خيرِها بيتًا ﴿فَاَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ مَآ اَصۡحٰبُ الۡمَيۡمَنَةِ ۝ وَاَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ مَآ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَةِ**

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ ○ اُولٰٓئِکَ الْمُقَرَّبُوْنَ ○﴾ [الواقعة ٨-١١] فأنا من خيرِ السابقين. ثم جعلَ البيوتَ قبائلَ فجعلني في خيرِهما قبيلةً ﴿شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ﴾ [الحجرات ١٣] فأنا أتقى ولدِ آدم وأكرمُهم على اللهِ عزوجل ولا فخرَ. ثم جعلَ القبائلَ بيوتًا فجعلني في خيرِها بيتًا ﴿اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ○﴾ [الأحزاب ٣٣، بحر الفوائد المشهور بمعاني الأخبار لمحمد بن أبي إسحاق ص٢٠٦، المعجم الكبير للطبراني ٢٦٧٤، ١٢٦٠٤]

## (۲) روزِ قیامت نبی کریم ﷺ کے حسب ونسب کی بقا:

اہل بیت کرام ﷺ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ قیامت کے روز جب سارے حسب ونسب منقطع ہو جائیں گے، تب بھی نبی کریم ﷺ کا مبارک حسب ونسب شریف قائم رہے گا۔ حضرت عمر فاروق ﷺ، عبداللہ بن عباس ﷺ، مسور بن مخرمہ ﷺ اور عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "كُلُّ سببٍ ونسبٍ منقطعٌ يومَ القيامةِ إلا سببي ونسبي." [سلسلة الأحاديث الصحيحة ٢٠٣٦: صحيح لغيره]

قیامت کو رسول اللہ ﷺ کی رشتہ داری کا تعلق قائم رہنا بہت بڑی فضیلت ہونے کے علاوہ ضروری بھی ہے؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کرام کے لیے ثواب اور گناہ کا پیمانہ عام امتیوں سے مختلف مقرر فرما رکھا ہے: ﴿يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۚ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ○ وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ○﴾ [الأحزاب] امہات المؤمنین ؓ کی اس خصوصیت کو اللہ کے رسول ﷺ نے خصوصی دعا کے ذریعے حضرت علی ﷺ کے اہل خانہ ﷺ کے لیے بھی حاصل فرمایا ہے۔

اسی فضیلت کے حوالے سے حضرت عمر فاروق ﷺ نے حضرت علی ﷺ و فاطمہ ؓ کی بیٹی حضرت ام کلثوم ؓ سے شادی کی، جن سے زیدؓ نامی بیٹا بھی پیدا ہوا۔ [الشريعة للآجري ١٧١٠، السنن الكبرى للبيهقي ١٣٦٦٠، المعجم الكبير ٢٦٣٣] اللہ تعالیٰ نے ماں بیٹے دونوں کو بیک وقت موت دے کر اس اہم نکاح کے واقعے کو تاریخی ریکارڈ بنا دیا۔

**(۳) حرمتِ صدقہ:** حضرت حسن ﷺ بن علی ﷺ نے بچپن میں صدقہ کے کھجور میں سے ایک دانہ منہ میں ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نے سختی سے فرمایا: "كِخْ كِخْ، أما شعرتَ أنا لا نأكلُ الصدقةَ" [البخاري ١٤٠١،

۳۰۷۲، مسلم ۱۶۱ (۱۰۶۹)] ''تھوک دو، تھوک دو، کیا تجھے پتہ نہیں کہ ہم صدقہ نہیں کھاتے ؟!''

''أنَا لا تحِلُّ لناالصدقةُ'' [صحیح مسلم ۱۰۶۹، أحمد ۱۷۲۵-۱۷۲۷، ابن خزیمة ۲۳۴۷]

''حرمت صدقہ'' کا حکم بھی آل محمد ﷺ کی تطہیر شرعی میں شامل ہے۔ [منهاج السنة النبوية ٤/٢٢] لہٰذا سید صاحبان کو صدقہ نہیں دینا چاہیے، جو بلتستان میں ''نذر'' کے نام سے لیتے ہیں۔

**(۴) سهم ذوی القربیٰ:** ﴿مَآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى فَلِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِى الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى ......﴾ [الحشر ۷] عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ کا بیان ہے: میں أحجار الزيت کے پاس حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ملا تو ان سے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ نے آپ اہل بیت کے حقوق میں کیا سلوک کیا؟ انہوں نے کہا: ''حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں غنیمت کا خمس چنداں نہیں آیا، اور جو کچھ آیا، اس میں سے ہمارا حصہ ادا کیا۔ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمارا حق پورا کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کے پاس سوس یا أھواز سے مال خمس پہنچا تو کہا: اس وقت مسلمانوں کو مال کی ضرورت ہے، اگر آپ لوگ چاہیں تو اپنا حق فی الحال چھوڑ دیں، اس سے ہم مسلمانوں کی ضرورت پوری کریں گے، پھر جب ہمارے پاس اور مال آئے گا تو اس میں سے ہم آپ لوگوں کا حق ادا کریں گے۔ اس پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا: ہمارا حق اسے نہ دو۔ میں نے چچا سے کہا: ابو الفضل! کیا ہم اس بات کے زیادہ حقدار نہیں کہ امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں اور مسلمانوں کی ضرورت کو ترجیح دیں؟! پھر مزید مال آنے سے قبل حضرت عمر رضی اللہ عنہ وفات پا گئے۔'' [مسند الشافعي ١/٣٢٥]

## (۵) فقرائے آل محمد ﷺ کے لیے خمسِ غنیمت کا جواز:

عبدالمطلب بن ربیعہ بن الحارث رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میرے والد اور عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے مجھے اور فضل بن عباس رضی اللہ عنہ کو صدقات کی نوکری دلانے کا مشورہ کیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ کی قسم آپ ﷺ ایسا نہیں کریں گے۔ ربیعہ رضی اللہ عنہ نے کہا: تو نبی کریم ﷺ کا داماد بنا تو ہم نے حسد نہ کیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: انہیں بھیج دو؛ میں یہیں آپ ﷺ کے جواب کا انتظار کرتا ہوں۔ ہم نماز ظہر کے بعد زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے گھر آپ ﷺ سے ملے تو ارشاد فرمایا: ''اخرجا ما تصرران'' دونوں اپنی خفیہ بات ظاہر کریں۔ ہم نے تمہید کے بعد عرض کیا: ''آپ سب سے بڑھ کر نیکی اور صلہ رحمی والے ہیں، ہم شادی کے حاجت مند ہیں۔ آپ صدقات کی ڈیوٹی دیں تو ہم بھی دوسرے لوگوں کی طرح کام کر کے اجرت پائیں گے۔ آپ ﷺ کافی دیر خاموش رہے، زینب رضی اللہ عنہا نے پردے کی اوٹ سے ہمیں خاموش رہنے کا اشارہ کیا۔

پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "إنّ الصدقةَ لا تنبغي لآل محمدٍ، إنما هي أوساخ الناس. ادعوا لي محمية ونوفلَ بن الحارثِ" پھر محمیہ رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا فضل سے نکاح کرایا اور نوفل رضی اللہ عنہ کی بیٹی کا مجھ سے۔ اور محمیہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: "اصدق عنهما من الخمسِ كذا وكذا." [صحيح مسلم ١٦٧(١٠٧٢)]

## (٦): آل محمد ﷺ پر درود شریف:

بعض احادیث میں نبی اکرم ﷺ نے درود شریف اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ سارے آل محمد ﷺ کے لیے عام رکھا ہے، تاکہ اس شرف میں زوجات اور اولاد کے علاوہ دوسرے قرابت دار بھی شامل ہوں۔[الاعتقاد والهداية إلى سبيل الرشاد على مذهب السلف وأصحاب الحديثِ ١/٣٢٤-٣٢٦ لأحمد بن الحسين البيهقي ت:٤٥٨]

عبدالرحمنؒ بن ابی لیلی کہتا ہے کہ حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا: کیا میں تجھے تحفہ میں ایک حدیث نہ دوں جو میں نے نبی کریم ﷺ سے سنی ہے؟ میں نے عرض کیا: کیوں نہیں مجھے یہ تحفہ عنایت فرمائیے۔ انہوں نے کہا: "ہم نے اللہ کے رسول ﷺ سے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ آپ اہل بیت پر درود کیسے بھیجیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "قولوا: اللّٰهمّ صَلِّ عَلٰى محمدٍ وَّعلٰى آلِ محمدٍ كما صَلَّيْتَ على إبراهيمَ وعلٰى آلِ إبراهيمَ إنَّكَ حميدٌ مَّجيدٌ، اللّٰهمَّ بَارِكْ عَلٰى محمدٍ وَعلٰى آلِ محمدٍ كما بَارَكْتَ علٰى إبراهيمَ وعلٰى آلِ إبراهيمَ إنَّكَ حميدٌ مَّجيدٌ." [صحيح البخاري ٣٣٧٠]

امام حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شریف امام بخاری نے روایت کی ہے، میں نے یہاں صرف اس لیے روایت کی ہے تاکہ استفادہ کرنے والے کو معلوم ہو جائے کہ اہل بیت نبوت ہی آل محمد ﷺ ہیں۔[المستدرك ٤٧١٠]

بشیر بن سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی حدیث مروی ہے، جس کے آخر میں رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے: "والسَّلامُ كما علمتم" [الترمذي ٣٢٢٠ وقال حسن صحيح، صحيح ابن خزيمة ٧١١، ابن حبان ١٩٥٨]

امام زین العابدین علی بن الحسینؒ نے ایک آدمی کو دیکھا کہ نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کے پاس گھس کر دعا کر رہا ہے، اس کو منع کرتے ہوئے کہا: کیا میں تجھے ایک حدیث شریف نہ سناؤں جو میں نے اپنے والد صاحب سے، انہوں نے میرے دادا جان سے انہوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے سنی ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: "لا تَتَّخِذوا قبرِي عِيدًا وَّلا بُيوتَكُمْ قُبورًا، فإنّ تَسْلِيمَكُمْ يَبلُغُنِي أَيْنَما كنتمْ." [الأحاديث المختارة للمقدسي، مسند أبي يعلى ٢/٤٩٨، موسوعة الألباني]